بوسنیا میں کاروانِ رحم

ابو معاذ

''اگر کسی کو دور حاضر میں کوئی معجزہ دیکھنا ہو تو وہ بوسنیا آکر دیکھے'' یہ الفاظ اسد خان' ڈائریکٹر کاروان رحم (convoy of mercy) نے ایک موقع پر کہے تھے۔ یہ تنظیم برطانیہ میں مقیم کچھ مسلمانوں نے بوسنیا میں کام کرنے کے لیے اگست ۱۹۹۲ میں قائم کی تھی۔

میں روزگار کی تلاش میں بوسنیا پہنچا۔ ایک روز سرراہ میری ملاقات ایک مسلمان سے ہوئی جو برطانیہ میں مقیم تھا۔ اس نے بتایا کہ وہ بوسنیا کے مسلمانوں میں اسلامی تعلیمات عام کرنے اور ان کی امداد کے لیے کام کر رہے ہیں۔ اگر اس کام میں تعاون کرنے کے لیے تیار ہو تو تمھارے روزگار کا بھی کوئی بندوبست ہو جائے گا۔ میں نے اس کے ساتھ کام کرنے کی حامی بھرلی۔ یہ شخص' ۴۵ سالہ اسد خان تھا جو کراچی کا رہنے والا ہے' مگر گذشتہ ۳۰ سال سے انگلینڈ میں مقیم ہے اور منظم انداز میں نہایت سرگرمی کے ساتھ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے کام کر رہا ہے۔

معاملات طے ہونے پر اس نے بوسنیا میں اپنی تنظیم کا' ۱۵ کمروں پر مشتمل جدید سہولتوں سے آراستہ ایک بڑا آفس' چار گاڑیاں' ۱۰ کمپیوٹر سیٹ' فیکس مشین سب میرے حوالے کر دیں' اور مجھے ڈائریکٹر نامزد کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی تقریباً دو لاکھ پاکستانی روپے کی رقم میرے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ روزانہ گاؤں گاؤں جاکر دعوت افطار کا اہتمام کرو۔

اسد خان میرا محسن ہی نہیں' ایک درد دل رکھنے والا مجاہد صفت مسلمان بھی ہے۔ اگست ۱۹۹۲ سے اب تک ۷۵ مرتبہ انگلینڈ سے بوسنیا تک خود ٹرک چلا کر امدادی سامان لا چکا ہے۔ اسی طرح کے ایک سفر کے دوران کروشیا میں محض مسلمان ہونے اور مسلمانوں کی امداد کے جرم میں گرفتار ہوا اور سخت سردی میں بغیر بستر کے ۱۴ دن کروشیا کی جیل میں گزارنے پڑے۔ وہاں یہ بات اس کے علم میں آئی کہ کروشیا کی جیلوں میں ۲۰ سے زائد ترک مسلم نوجوان گرفتار تھے جو زمانہ جنگ میں اپنے مسلمان بھائیوں کی امداد کے لیے ترکی سے بوسنیا آرہے تھے۔ امن کی دعوے دار حکومت کروشیا نے بغیر کسی جرم کے انھیں گرفتار کر رکھا تھا۔ ان کے والدین تک کو علم نہ تھا کہ ان کے جگر گوشے کہاں اور کس حال میں ہیں؟ اسد خان نے جیل سے چھوٹتے ہی ان کی رہائی کے لیے مہم چلائی' یوں ان بے گناہ نوجوانوں کو رہائی نصیب ہوئی۔

اب تک اسد خان کھانے پینے کا سامان تقریباً دو ہزار ۵ سو ٹن، ادویات ۴۵ ٹن اور دیگر سامان تقریباً ساڑھے تیرہ ٹن لا چکا ہے۔ اس کے علاوہ ۱۵ ہزار نئے کمبل بھی لائے گئے جبکہ جوتوں اور کپڑوں کا شمار نہیں کیا جا سکتا، شاید لاکھوں کی تعداد میں۔ یہ سب پورے بوسنیا میں تقسیم کیے گئے۔

یہ تو اسد خان کے ذاتی کردار کے حوالے سے چند باتیں تھیں۔ کاروانِ رحم، بوسنیا کے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ تنظیم کی طرف سے حکومت بوسنیا کو چھ ایمبولینس، تین بڑے ٹرک اور لینڈ روور تحفتاً پیش کیے گئے۔ انگریزی زبان سکھانے کے لیے اور کمپیوٹر کی تعلیم کے لیے متعدد مراکز قائم کیے گئے ہیں۔ مجاہدین اور مہاجرین کے علاج کے لیے میڈیکل سنٹر قائم کیے گئے ہیں۔ زیادہ زخمی افراد جن کا مقامی طور پر علاج ممکن نہیں، ان کو بیرونِ ملک علاج کے لیے بھجوانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اب تک پچیس سے زائد افراد کو علاج کی غرض سے انگلینڈ، ترکی، جرمنی اور پاکستان بھیجا جا چکا ہے۔

زمانہ جنگ میں، جب تک بوسنیا اور کروشیا کی جنگ نہیں ہوئی تھی، بوسنیا کے باشندے ہجرت کر کے کروشیا جاتے تو کروشیا کی حکومت عیسائی مہاجرین کی زیادہ سے زیادہ مدد کرتی۔ انھیں کیمپوں میں رکھتے جبکہ مسلمان مہاجر کھلے آسمان تلے سخت سردی کے موسم میں بے یارو مددگار پڑے ٹھٹھرتے رہے۔ ان کا کوئی پرسان حال نہ ہوتا۔ اسد خان نے وہاں کا دورہ کیا اور مسلمانوں کی حالت زار کو دیکھنے کے بعد عملی اقدام اٹھاتے ہوئے مہاجرین کو کیمپوں سے نکال کر کرائے کے گھر لے کر انھیں وہاں منتقل کیا۔ دو عمارتوں کو مرمت کے بعد رہایش کے قابل بنایا گیا۔ اس پر تقریباً ۲۵ لاکھ پاکستانی روپے خرچ ہوئے۔

اسی طرح بوسنیا میں مساجد کی تعمیر کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ سکول کھولے جا رہے ہیں۔ سکولوں کے لیے سٹیشنری، کتب اور دیگر چیزیں وسیع پیمانے پر فراہم کی جا چکی ہیں۔

شہدا کے اہل خاندان کی دیکھ بھال باقاعدہ کی جاتی ہے۔ ان کے لیے مناسب روزگار کی فراہمی کا اہتمام بھی کیا جا رہا ہے۔ مقامی تنظیمیں قائم کی گئی ہیں جو اس کام کی نگرانی کرتی ہیں۔ دیگر امور کے ساتھ ساتھ بوسنوی زبان میں اسلامی کتب وسیع پیمانے پر پھیلائی جا رہی ہیں۔

گذشتہ رمضان المبارک میں تنظیم نے افطار دعوتوں کے ذریعے بڑی تعداد میں لوگوں تک قرآن کا پیغام پہنچانے کی کوشش کی۔ گاؤں گاؤں جا کر افطاریوں کا اہتمام کیا اور لوگوں کو عید کے تحفے بھی دیے۔ اس کام میں تقریباً دس ہزار ڈچ مارک خرچ ہوئے۔ بوسنوی اور انگلش دونوں زبانوں میں درس قرآن کا اہتمام کیا گیا۔

بوسنیا میں اب ایک نئے محاذ پر جنگ لڑی جا رہی ہے۔ یہ بوسنیا کی جنگ سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ یہ جنگ این جی او (NGO) کے ذریعے نظریاتی محاذ پر لڑی جا رہی ہے۔ اس وقت بوسنیا میں ۱۰۰ سے ۱۵۰ تک غیر مسلم این جی اوز کام کر رہی ہیں اور وسائل پانی کی طرح بہا رہی ہیں کہ کسی نہ کسی طرح سے بوسنیا کے اسلامائزیشن کے عمل کو روک لیا جائے یا مزید آگے نہ بڑھنے دیا جائے۔ اس کے مقابلے میں صرف ۳۵ مسلم این جی اوز اس محاذ پر سرگرم عمل ہیں۔